

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 عَنَّ اَنْ يَبْعَثَكَ رَبَّنَا مُحَمَّدًا
 رَحْمَةً رَحِيمَةً
 ۲۶ ستمبر ۱۳۴۶ھ
 فی حجہ اولیٰ

جلد ۲۵ نمبر ۲۴ تبوک ہفتہ ۲۴ ستمبر ۱۹۵۷ء ۲۶ ستمبر ۱۹۵۷ء

بیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی صحت کے متعلق اطلاع
 ۲۶ ستمبر۔ بیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ ایہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع منظر کے کہ:
 "صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ
 احباب حضور ایہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعا میں جاری رکھیں۔
اخبار احمدیہ

۲۶ ستمبر۔ حضرت مرزا خلیفۃ المسیح صاحب مکہ ربیبی طبعیت تاحال ناساز ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعا میں جاری رکھیں۔

مغربی پاکستان میں گندم کی پیداوار
 میں دو لاکھ ٹن کا اضافہ
 لاہور ۲۶ ستمبر۔ مغربی پاکستان میں اس سال معمول سے دو لاکھ ٹن زائد گندم پیدا ہوئی ہے۔ پیداوار میں اضافہ کا سبب یہ ہے کہ اس سال مزید ۶ لاکھ ایکڑ اراضی زیر کاشت لائی گئی تھی۔

عازمین حج کو پیشی رقمیں واپس
 - کو دی گئیں -

کراچی ۲۶ ستمبر۔ حج ٹرانک آفس کراچی نے ان عازمین حج کی پیشگی رقمیں واپس کر دی ہیں۔ جن کے لئے اس سال کوئی جہاز میں شرکت کا انتظام نہیں ہو سکا تھا۔ کچھ نئی آرڈر واپس آگئے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں اپنی رقمیں ابھی تک واپس نہیں ملیں، انہیں چاہیے کہ وہ حج ٹرانک آفس کو لکھیں۔

قومی اسمبلی کے اجلاس ٹھاکہ کا ایجنڈا
 کراچی ۲۶ ستمبر۔ ٹھاکہ میں قومی اسمبلی کا جو اجلاس ہوگا، اس کے ایجنڈے میں ۴۱ مل اور آرڈینیٹس شامل ہیں۔ سیکلن طریقہ انتخاب کے متعلق ایک قرارداد پیش کی جائے گی۔

یونپی کے فرقہ وارانہ فسادات کو روکی
 حکومت پر عائد ہوتی ہے
 نئی دہلی ۲۶ ستمبر۔ یونپی کے سابق وزیر خزانہ مسربانی وال نے کہا ہے کہ صوبہ میں علیحدہ فرقہ وارانہ فسادات کی ذمہ داری یونپی کی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ مسربانی وال کا یہ بیان ذہنی کے روزنامہ "ہندوستان ٹائمز" نے شائع کیا ہے۔ مسربانی وال نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت نے انتہائی تاخیر اور بے پروائی سے کام لیا۔ بھارتی فوج کے انہوں نے فسادات کو روکا ہے۔

ایشیائی افریقی گروپ نے الجزائر کا مسئلہ جنرل اسمبلی میں پیش کر دیا فیصلہ کر لیا

گروپ کی طرف سے عنقریب اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل کو ایک مراسلہ بھیجا جائیگا

نیویارک ۲۶ ستمبر۔ اقوام متحدہ میں ایشیائی افریقی گروپ نے جسمیں پاکستان بھی شامل ہے۔ الجزائر کا مسئلہ جنرل اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جنرل اسمبلی کا ۱۱ ستمبر ۱۹۵۷ء کا اجلاس اس سال ماہ نومبر میں ہو رہا ہے۔ گروپ نے دو دن کے اجلاس کے بعد اس مسئلہ کو

جنرل اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عنقریب گروپ کی طرف سے اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل کو ایک مراسلہ بھیجا جائیگا۔ الجزائر کا مسئلہ جنرل اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

عملہ دارالرحمت لبوہ میں "حلیہ برکاتِ خلافت" کا انعقاد
علمائے سلسلہ اور دیگر احباب کی ایمان افروز تقریریں
 ۲۶ ستمبر۔ کل نماز حزب کے بعد دارالرحمت وسطیٰ میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منظور احمد صاحب نائب صدر مجلس فہام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت عملہ دارالرحمت درخنی۔ وسطیٰ (مشرقی) کا اجتماعی اجلاس ہوا جس میں علمائے سلسلہ نے برکاتِ خلافت کے موضوع پر ایمان افروز تقریریں کیں۔ تلاوت اور نظم کے بعد سب سے پہلے محترم مولوی دوست محمد صاحب نے اپنے اس امر پر روشنی ڈالی کہ غیر مسلمین کا محاذ صرف خلافتِ تائیمہ ہی کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ وہ عقائد و راہنمائی کی خلاف ورزی کے بھی قائل نہیں ہیں۔ اپنے اس تائیمہ سندھوے میں نے یہ تقریریں محترم منورا احمد صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کو واضح کیا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام بذات خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صدارت کی ایک ضرورت و دلیل ہے۔ آپ کے بعد محترم مولوی غلام ہادی صاحب سلیف پریذیسیس جاسٹس المشرقی نے "خلافت سے اخراجات کے تاریخ اسلام کی روشنی میں بیان کئے اور اس ضمن میں یہ بھی بتایا کہ (باقی صفحہ)

— لاہور ۲۶ ستمبر۔ حکومت محترم پبلکن ان کے تمام دفاتر میں یکم اکتوبر سے ذمہ داری ادا کرنا شروع کی ہے۔ صبح نو بجے سے ۱۲ بجے تک۔ دفتر جمہوریت کے دفتر ۱۲ بجے تک۔

روزنامہ الفضل پورہ

مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بھارتی مسلمانوں کی تکالیف

پاکستان کے وزیر اعظم جناب حسین شہید سہروردی نے کراچی کی ایک استقبالی تقریب میں شہریوں کی طرف سے پیش کردہ سپاسنامہ کے جواب کے دوران فرمایا ہے کہ

”بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ ایسا اچھا سلوک نہیں کیا جاتا جیسا کہ پاکستان میں کیا جاتا ہے۔ اور اپنے بھارتی بھائیوں پر ظلم و تشدد دیکھ کر پاکستانیوں کو لازمی طور پر تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ برداشت نہیں کروں گا کہ پاکستانی اقلیتوں سے غیر منصفانہ یا ناروا سلوک کیا جائے۔“

متعصب اور فرقہ پرست ہندوؤں کی طرف سے بھارتی مسلمانوں پر آئے دن جو ظلم و ستم ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے ساری دنیا واقف ہے۔ اسی لیے ”ندھی رہنا“ کتاب کی اشاعت پر جو بھارتی مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ ان متعصب فرقوں نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے۔ اور کئی ایک مقامات پر انہیں سخت جاتی و مالی نقصان پہنچایا ہے۔

بھارت میں چار کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آج بھی وہ بھارت میں سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ اس کے مقابلہ میں پاکستان میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ ایسی صورت میں دونوں ملکوں کی حکومتوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی اقلیتوں کو اکثریت کے دباؤ اور ظلم و ستم سے محفوظ رکھنے کے لئے خاص انتظامات کریں۔ کتاب ”ندھی رہنا“ کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کا براہِ نیچتہ ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ کیونکہ اس میں ان کی سب سے محبوب ہستی پر ناقابل برداشت حملے کیے گئے ہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس کتاب کی اشاعت کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ تو اس میں ہندوؤں یا اور کسی مذہب کے پیروؤں کو دخل دینے کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔ بلکہ جیسا کہ واقعہ بڑا بھی ہے۔ شریف النفس ہندوؤں کو بھی مسلمانوں کے ساتھ احتجاج میں شامل ہونا چاہیے۔ اور بھارتی حکومت کو جو سیکولر کہلاتا ہے۔ اپنی رعایا کے اتنے بڑے حصہ کے جذبات کی پاسداری کرتے ہوئے چاہیے۔ کہ فوراً قابل اعتراض کتاب کی اشاعت روک دے۔ اور ان کی تسلی کرے۔ مگر جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ متعصب فرقہ پرست ہندو گروہوں نے شریف النفس ہندوؤں اور حکومت کے علی الرغم فساد برپا کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کا جان و مال بھارت میں محفوظ نہیں ہے۔ اور جناب حسین شہید سہروردی نے جو کچھ اپنی تقریر میں کہا ہے۔ کہ پاکستان کے مسلمانوں کا اپنے بھارتی بھائیوں پر ظلم و تشدد دیکھ کر دل کڑھنا لازمی ہے۔ نہایت درست ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ یہ قدرتی امر ہے۔ اگر مسلمانانِ عالم بھارتی حکومت کی توجہ اس طرف دلائیں۔ اور اسے اس ظلم و تشدد کو روکنے کے لئے کئی توجہ دہانیوں کو توقع ہے۔ کہ بھارتی حکومت نہ صرف مسلمانوں پر موجودہ ظلم و تشدد کا فوری افسردہ کرے گی۔ بلکہ وہ ایسے پائیدار اقدامات بھی کرے گی۔ جس سے بھارتی مسلمانوں کی یہ تکالیف ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔

اس ضمن میں ہم بھارتی مسلمانوں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ متعصب ہندو جماعتوں کو ناجائز فائدہ اٹھانے کا کم سے کم موقع دیں۔ اور اس لحاظ سے جو بہترین طریقہ کار ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیم پر پوری طرح کاربند ہوں۔ اور اسلامی تعلیم کو اپنے اعمال میں اس طرح واضح کریں کہ بھارت میں اکثریت کا شریف النفس طبقہ بھی ان کے کردار سے متاثر ہو کر ظالموں اور سیدادگروں کے مقابلہ کے لئے ان کی حمایت میں کھڑا ہوگا۔ جناب حسین شہید سہروردی نے ایک نہایت دانشمندانہ اور اسلامی روح کے مطابق جوابات کہیے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ یہ پسند نہیں کریں گے۔ کہ پاکستانی بھارتی مفسدوں کے جواب میں پاکستان کی اقلیتوں کو تنگ کریں اور ان کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کے مرتکب ہوں۔ جو ہندو پاکستان میں رہتے ہیں۔ خواہ وہ کسی خیال کے ہوں۔ بھارت کی ظالم اور منشد جماعتوں کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ٹھہرائے جاسکتے۔

اور قرآن پاک میں لکھا ہے کہ۔

لا تزر وازرة وزر اخری

یعنی ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جاسکتا۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا۔ بیوی خاوند کا اور خاوند بیوی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ ہر ایک اپنے اپنے عمل کا ذمہ وار وہ خود ہے۔ یہ سنت بے انصافی کی بات ہے۔ کہ کرے کوئی اور کھڑے کوئی۔ اسلام ایسی باتوں کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اور ایسے استفادے کے سخت نفرت سے دیکھتا ہے۔ اس لئے وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ وہ پاکستانی اقلیتوں کی تکلیف پسند نہیں کریں گے۔ بالکل اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں اقلیتوں کو قطعاً ایسی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ جیسا کہ بھارتی مسلمانوں کے متعلق ہم آئے دن سنتے رہتے ہیں۔ اور ہمیں توقع ہے۔ کہ پاکستانی آئندہ بھی اس بارہ میں اپنا معیار قائم رکھیں گے۔

مقام خلافت

— از محرمہ ملک نذیر احمد رضا ریاض لیکچرار اجماۃ البشرین

خلافت تسلیم رجمانی خلافت نورزدانی
خلافت سرجمیت خلافت روح ایمانی
خلافت سے ہوئی قائم جہاں میں شانِ انسانی
زمانہ میں ہوا اس سے ظہور قدرت ثانی
اسی کے دم سے مسلم کو خدا نے زندگی بخشی
اٹھایا خاک سے ڈڑوں کو اور تابدگی بخشی

خلافت و حقیقت باعث توحید عالم ہے
یہی وہ ڈوبے جو موجب تخلیق آدم ہے
مژدین دست انسانی ہے جس سے یہ وہ قائم ہے
جو اس حلقہ میں داخل ہوا سے دنیا میں کیا علم ہے
خلافت ہی سے دنیا میں ہمارا بول بالا ہے
اسی کے فیض سے ہر سو زمانے میں اجالا ہے
مسلمانوں کی جس سے شان قائم ہے خلافت ہے
جہاں میں جس سے اپنی آن قائم ہے خلافت ہے
تین مسلم میں جس سے جان قائم ہے خلافت ہے
وہ جس سے عظمت ایمان قائم ہے خلافت ہے

خلافت سے زمانے میں ہمارا نام زندہ ہے
رسول پاک جو لائے تھے وہ پیغام زندہ ہے
جماعت میں ہمیشہ یہ تری نعمت رہے یا رب
قیامت تک مسلمانوں میں یہ برکت رہے یا رب
سراسر نبوت پر سایہ رحمت رہے یا رب
میسر ہم کو ہر ساعت تری نصرت رہے یا رب
مئے توحید سے غور و کلال مخمور ہو جائیں
ترے انوار سے کون دکان محسوس ہو جائیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین اور زودہ منافقین میں حریت مشائخ

— از صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ابن محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ ۲۹۵۶

اللہ تعالیٰ کے دیگر بے شمار فضلوں اور اسوں کے عازم الہی جامتوں پر یہ بھی اس کا ایک بڑا فضل ہوتا ہے۔ کہ وہ اہل سلسلوں میں اور ان کے مخالفین میں آپس میں شدید مشابہت رکھ دیتا ہے۔ ہر ایک الہی سلسلہ کو قریباً ایک ہی قسم کے حالات اور ایک ہی ذمہ داری کے امتحان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک سید الغلظت انسان کے لئے ہر نئے قائم ہونے والے الہی سلسلہ کے وقت اس کا قطب بننے پہلے الہی سلسلوں سے کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے آپ کو ایمان کے مبارک اور پر نور پانی سے سیراب کر لیتا ہے۔ دشمن خواہ اندرونی یعنی منافقین کا گروہ ہو یا بیرونی جیسے حکمراں کا گروہ ہو۔ اپنے اپنے رنگ میں ہر نئے قائم ہونے والے الہی سلسلہ کی مخالفت ضرور کرتا ہے۔ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ آجکل ہماری جماعت بھی اس قسم کے حالات سے دوچار ہے اور منافقین کی سازشوں پر بیرون منافقین دل کھول کر خوشیاں منا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انڈل سے آج تک الہی جامتوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ ہر سید الغلظت انسان بیخبرگی کے ساتھ غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ کہ آج جماعت احمدیہ جن حالات سے دوچار ہے وہ ویسے ہی ہیں جیسے آج سے تیرہ سال قبل خلیفہ ثالث و خلیفہ رابع کے زمانہ میں مسلمانوں کو پیش آنے تھے۔ اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیوں منکرین اور منافقین کا گروہ باوجود الہی سلسلوں کی تاریخ سے واقف ہونے کے ہر نئے قائم ہونے والے سلسلہ الہی کی مخالفت ایک ہی انداز سے کرتا ہے آخر کیوں مخالفین اپنی بوری قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ اور اس جماعت کو ختم کرنے کے حزم سے کہ اس پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کیوں اندرونی دشمن اپنی جالالی اور سبابت کے ساتھ اندرونی طور پر ہتھیار کو بھڑکانا چاہتا ہے۔ تاہم سلسلہ کی عادت ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم اور نابود کر کے رکھ دی جاتی ہے۔

جو اپنے مذہبی راہ نماؤں کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اور مذہبی راہ نما ہر نئے سلسلہ الہی کے قیام کے وقت مذہب کی اصل روح اصل عقیدہ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے خوف سے کلیتہاً بے بہرہ ہونے کی وجہ سے مذہب کو ایک دوکان اور تجارت بنا کر سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے کر اپنی میٹھ پوجا کا سامان کر دیتے ہوتے ہیں۔ وہ مذہب کی آڑ میں ہر قسم کی دھوکہ دیکھتا۔ چال بازی نفس پرستی اور بھوس پرستی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ غرض مذہب ان کے نزدیک لھوڑا جادو شیطان کا پیدا کردہ ذریعہ مٹا ہوتا ہے۔ دوسری طرف قوم کا بچیدہ وسیع النظر اور قلبیہ یا فتنہ طبقہ مذہبی راہ نماؤں کی ان کوتاہیوں کو دیکھنے کی وجہ سے مذہب کو ایک دھوکہ کا ایک ڈھونگ اور ایک فریب سمجھ کر درمیت کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نئے قائم ہونے والے سلسلہ الہی کی عوام کے ہر طبقہ کی طرف سے مخالفت ہوتی ہے۔ اور اس بات میں ہر گروہ دوسرے سے سخت لے جانے کی کوشش کرتا ہے اور مذہبی راہ نما تو سب آگے نکل جاتے ہیں کیونکہ ایک سلسلہ کے قیام میں انہیں اپنی دوکان ڈالنا ختم ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ مخالفت ہر طبقہ اپنی خاص قلبی کیفیات اور اپنی محدود نظرسے کر دیتا ہوتا ہے۔ جو خود مذہب کو تجارت کا ذریعہ بنانا یا بننا دیکھتا ہے وہ خود مذہب کی اصلیت اور مذہبی جامتوں کی کیفیت سے کلیتہاً بے بہرہ اور نادان ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر نئے الہی سلسلہ کو بھی باوجود پہلے الہی سلسلوں کی تاریخ اور ان پر گزارے ہوئے حالات سے واقف ہونے کے جدید رنگ میں تجارت کا ذریعہ ہی سمجھتا ہے۔

پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہی لوگ دو اصل فتنہ کا موجب ہوتے ہیں۔ اور منافقین کے گروہ کا دوسرا طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو یا تو کسی تنظیمی امر میں آکر شریک ہوتے ہوتے ہیں۔ یا اسے کم علمی اور نادانی اور تعصب کی بنا پر جماعت کی تنظیم سے بے انصافی اور زیادتی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یا پھر بعض لوگ بوجہ علم دین کی کمی۔ مترسارہ طبیعت اور جہالت کے جھوٹی بھونچوں باتوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

غرض منافقین کا گروہ اپنی دو اقسام کے اشخاص کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اور دراصل ہر دو اقسام کے اشخاص درہم۔ مذہبی علم اور اس کی اصل روح سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ کیونکہ الہی سلسلوں میں رہنے اور اس کی اور جماعت کی تائید میں سیکڑوں نشانات دیکھنے کے باوجود سلسلہ الہی کے حالات ان کا فتنہ برپا کرنا دراصل خدا تعالیٰ کی ذات سے لڑنے کے مترادف ہے۔ اور اس بات کی توقع ہم ایک باہر اس سے نہیں کر سکتے۔

پھر ایک اور خاص بات جو منافقین اور ان کے فتنوں میں کام کرنی نظر آتی ہے۔ یہ ہے کہ گونا گونا گونے انبیاء کے زمانہ میں ہی موجود ہوتے ہیں۔ یہ انبیاء، یا مضبوط خلفاء کی زندگی میں اپنے فتنہ کو تنظیمی لحاظ سے مضبوط رنگ میں لٹھائے کی جرأت نہیں کرتے۔ البتہ انفرادی طور پر ان کے دلوں میں بغض اور حسد کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے۔ جس کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی منافق موجود تھے۔ لیکن ان کو جرأت نہ ہو سکی۔ کہ وہ کوئی شرارت کر سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر فتنہ اٹھا۔ لیکن ارتداد کی شکل میں اٹھا۔ جس کو حضرت خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال دانشمندی سے ختم کر دیا۔ اس کے علاوہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی منافق موجود تھے۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مرتدین کے فتنہ کا مقابلہ کرنے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

بہترین ڈیپلومیسی رعب اور سختی نے اس سانپ کو اپنے کٹار سے نکلنے کی جرأت نہ کی تھی۔ لیکن یہ فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ۲ سال گزرنے کے بعد تنظیمی رنگ میں اٹھا۔ کیونکہ منافقین اپنی سمجھ کے مطابق خلیفہ کو لوٹھھا۔ کمزور اور نرم دل محسوس کر کے گمان کرتے تھے۔ کہ اب ان کا کامیابی کا وقت آ گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی منافق موجود تھے۔ اور حضرت خلیفہ اول حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ لیکن ان کی جرأت تنظیمی رنگ میں فتنہ اٹھانے میں روک رہی تھی۔ گو خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی انہوں نے سراٹھایا لیکن حضور نے کمال دانشمندی سے ان کو چپ کر دیا۔ پھر یہ فتنہ حضور کی وفات کے بعد نئے رنگ میں اٹھا۔ اور خلیفہ ثانی امیرہ اللہ تعالیٰ ہنبرہ العزیز نے ان کا بڑی جرأت سے مقابلہ کیا۔ پھر آپ کے ہم سالہ مضبوط عہد خلافت میں کسی کو اس قسم کے فتنہ اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ گو وقتاً فوقتاً فتنے اٹھتے۔ لیکن ان کو کوئی وسیع تنظیمی حیثیت حاصل نہ تھی۔

آج حضور امیرہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں دوبارہ فتنہ اٹھا ہے۔ وہ کیا بلحاظ اپنی اصلیت اور کیفیت کے اور کیا باعتبار اپنے پیدا ہونے کی وجوہات کے اور اپنے خاص رنگ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی ابن ابی طالب کے زمانہ میں پیدا ہونے والے فتنہ سے کوئی حدی مشابہ ہے۔

لیکن آج خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور امیرہ اللہ تعالیٰ کی کمال دانشمندی سے اس فتنہ کو اٹھتے ہی دبا لیا گیا۔ لہذا خداوند قدوس و قیوم کا مزار مبارک شکر ہے۔ کہ یہ وہ صورت اختیار نہ کر سکا۔ جو اس نے اس سے قبل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اختیار کر لی تھی۔

درخواست دعاء
 خاک رکے بڑے بھائی کرم چوہری محمد الدین صاحب گوٹھ نور محمد مہاجر کی بیوی عروصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ باوجود کثیر علاج کے افاقہ نہیں ہو رہا۔ اس لئے احباب کی خدمت میں دعا جاری رکھنے کے لئے درخواست ہے۔
 ریچھدری، عبدالحمید کارکن دفتر خلیفہ مبارک

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے فقہ کو اٹھانے والے ابن سبأ اور محمد ابن خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے چند سزا یافتہ تنظیم سے مستغریب علم اور بے دین لوگوں کو اپنے گرد جمع کر کے فقہ کی ابتدا کی۔ گو یہ صحیح ہے۔ کہ بعد میں کئی سادہ لوح نوسلم اس فقہ کی لپیٹ میں آ گئے۔ لیکن ابتدا اسکی چند گنتی کے ہی آدمیوں نے کی تھی۔ لیکن پھر یہ اثر ڈالنے رہے۔ کہ گویا شروع ہی میں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی حتی کہ باکمال صحابہ مثلاً حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہم خلافت حقہ کے خلاف ہو گئے۔ اور صرف خلیفہ وقت کی قوم کے لوگ اور شدت داران کے ساتھ رہ گئے۔

اسی طرح موجودہ فقہ کی ابتدا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فاندان سے ہوئی۔ پھر چند تنظیم سے مستغریب لوگ بھی ان کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے جن کی تعداد انگلیوں پر گنتی جاسکتی ہے۔ لیکن مخالفت آج بھی وہی اثر لے رہی ہے۔ جو تیسرے سو سال قبل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اٹھنے والے فقہ سے تھا۔ یعنی گویا ایک کثیر تعداد احمدیوں کی خلیفہ وقت کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ آفاق لکھتا ہے کہ "میرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے تقریباً دو ہزار مخالفین کو منافق قرار دے دیا۔" نوائے پاکستان نے تو صریح کر دی۔ لکھتا ہے کہ

"میرزا بشیر الدین محمود کے خلاف قادیانیوں نے عدم اعتماد کی تحریک شروع کر دی ہے۔"

یعنی احمدیوں کی اکثریت خود نبی اللہ خلیفہ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بضرہ العزیز کے خلافت فقہ میں شامل ہو گئی ہے۔ پھر منافقین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی اپنا کام نکالنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے بے لوث۔ بے غرض اور مخلص اور جلیل القدر صحابی کا نام جھوٹے طریق پر ان کی خلافت کے حق میں اچھا لانا شروع کر دیا تھا۔ اور کئی طرح کے جھوٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے مشہور کر دیا تھا۔ کہ آپ خود نبی اللہ خلیفہ وقت کی معزولی کے حق میں ہیں۔ اور خلافت کے متمنی ہیں چنانچہ در سبب عثمان بن عفان "میں عمر ابو النضر لکھتا ہے کہ

"معلوم ہے تو ہے۔ کہ جو لوگ فقہ پر اڑوں کے بھوکے گارہ تھے۔ وہ اہل مصر کو لکھا کرتے تھے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کام میں ان کے پورے شریک ہیں۔..... سچ لیبید نہیں کہ مدینہ سے اہل مصر کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے خط لکھے بھی گئے ہوں۔ گو

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا کوئی علم نہ تھا۔" شرح اردو صفحہ ۱۲۴) پھر مصنف عبداللہ ابن سبأ کے متعلق لکھتا ہے :-

"وہ ان سے یہ بھی کہتا۔ کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں..... اور عثمان نے خلافت بغیر کسی حق کے ہتھیالی ہے۔ اور وصی رسول اللہ کا حق چھین لیا ہے۔" ترجمہ اردو صفحہ ۱۲۴) پھر یہی مصنف اپنی رائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں دیتا ہے :-

"جب ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی اپنے واسطے خلافت چاہتے تھے۔ اور اس امر میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ تو ہمارا مطلب اس سے یہ ہے۔ کہ اگرچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے عہد میں آپ کو خلافت کی خواہش تھی۔ لیکن آپ نے اس کو بلا چونچا تسلیم کر لیا۔ اسی طرح انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں بھی آپ کے مقابلہ میں اپنے لئے کوشش نہیں کی۔" (ترجمہ اردو صفحہ ۱۲۴) یہی بات ہمیں موجودہ فقہ میں بھی ملتی ہے۔ کہ منافقین نے جماعت کی دو قابل قدر اور بہت ہی مخلص ہستیوں کا نام خلافت کے لئے لینا شروع کیا۔ اور کئی جھوٹ ان کے متعلق بولے۔ اور باوجود اس کے کہ ان بزرگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح منافقین سے سخت نفرت کا اظہار کیا۔ لیکن مخالفت یہی کہتا ہے کہ دراصل وہ خلافت کے متمنی ہیں۔ چنانچہ نوائے پاکستان ۱۹ اگست ۱۹۵۶ء لکھتا ہے کہ

"..... پاکستان کے سابق وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خاں نے اپنے ایک خط میں مرزا محمود سے اپنی منہ خیر عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ کہ چودھری صاحب نے اپنے متعلق خلافت سے دستبردار کی کا اظہار نہیں کیا ہے۔ چودھری صاحب کو اگر اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ وہ آئندہ کے لئے جماعت کے خلیفہ مقرر نہ ہو سکیں گے۔ تو وہ مرزا ناصر احمد کے بجائے حکیم نور الدین کے بیٹے عبدالمنان عمر کو خلیفہ تسلیم کر لیں گے" ایک اور بڑی اہم بات ہمیں ان دونوں فقراتوں میں یہ یکساں نظر آتی ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری ۶ سالہ خلافت کے دوران میں فقہ اٹھنے کی وجہ آپ کا بڑھا ہوا۔ کمزوری اور طبیعت کی نرمی نظر آتی ہے۔ جس سے منافقین کو فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ اگر یہ وجہ نہیں تو سوال یہ ہے کہ فقہ کیوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی

۶ سالہ خلافت کے دوران میں دیا رہا اور کیوں اس وقت اٹھا جبکہ منافقین نے گمان کیا۔ کہ ان کا خلیفہ ۸۰ سالہ بوڑھا کمزور اور لاغر ہو چکا۔ اور اب فقہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ حقیقت یہی ہے۔ کہ منافقین کی نظر میں خلیفہ وقت کا بڑھا ہوا اور کمزوری کا وقت اس فقہ کے اٹھانے کے لئے بہترین وقت تھا۔ یہی بات موجودہ خلافت کے دوران میں ہوئی۔ اور منافقین نے حضور ایہ اللہ تعالیٰ کی عمر اور علالت سے غلط نتیجہ نکالا۔ کہ اب فقہ اٹھانے کا بہترین موقع ہے۔ خلافت کی معزولی کا سوال اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ خلیفہ بوڑھا ہو چکا ہے۔ اس لئے اب اس کو معزولی کر دینا چاہیے۔ اس کی بجائے خلیفہ اول کے بیٹے کو نیا خلیفہ بنا لینا چاہیے۔ اور اس فقہ میں منافقین نے یہ چال بھی چلی۔ کہ چند بڑی اور مخلص ہستیوں کا نام خلافت کے لئے لینا شروع کر دیا۔ تاکہ ان کا کام بن جائے۔ ان کو یہ یقین تھا کہ یہ لوگ تو ہماری سازش کے خلاف ہی ہیں۔ تاہم ہم ان کے نام کو استعمال کر کے لوگوں کو اپنے ساتھ لٹا سکتے ہیں۔ اور خلیفہ وقت کی معزولی کے بعد میدان تو ہمارا ہی ہوتا رہے گا۔ کیا یہ وہی بات نہیں۔ جو خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے خلاف فقہ میں کام کرتی ہوئی ہے۔ نظر آتی ہے۔ کیا اس فقہ میں موجودہ فقہ کی طرح خلیفہ اول کے بیٹے کا نالغہ نہیں تھا۔ اور ان کی خلافت کا سوال نہیں اٹھایا جا رہا تھا؟ اگر کہہ نہیں تو غلط ہے کیونکہ مصر سے جو وفد مدینہ کے حاضرہ کے لئے نکلا ہے۔ اس کے متعلق ابو النضر لکھتا ہے کہ :-

"اہل مصر جیسا کہ ابن سبأ نے (ابن سبأ) لکھا یا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہم ابو بکر رضی اللہ عنہم کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہم کا سوال اٹھانا منافقین کی ایک چال تھی۔ جس کا ذکر یہی کر چکا ہوں۔ تاہم اس حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ گو بڑا لالچہ ابن سبأ کا فقہ میں تھا۔ لیکن محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہم کو خلافت کے منصب کے لئے آگے کیا جا رہا تھا۔ پھر یہی پوچھنا ہوں۔ کہ کیا محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہم کی خلافت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہم کا نام نہیں استعمال کیا گیا؟ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے۔ تو خدا ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کریں۔

ایک اور امر جو اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ چونکہ خلیفہ کی معزولی کی دلیل محض اس کا بڑھا ہوا اور کمزوری قرار دیکر منافقین کا میاب نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے ہر دو زمانہ کے منافقین نے ہر روزانہ کے خلفائے وقت یعنی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم اور سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہم کو اس کے متعلق لاکا کیا جنوی ہو

خلیفہ المسیح الثانی پر بے نیاد اور فضول اعتراضات بھی کرنے شروع کر دیے۔ جب ہم ان اعتراضات پر منصفانہ نظر ڈالتے ہیں۔ تو یہ معلوم کر کے حیرت ہوتی ہے۔ کہ ہر دو خلفاء پر کئے گئے اعتراضات ایک ہی نوعیت کے۔ ایک رنگ کے بلکہ ایک ہی ہیں۔ گویا منافقین نے جھوٹ ہی بولا۔ لیکن ان کا جھوٹ ان کے منہ پر پڑ گیا۔ کیونکہ یہ کامل مشابہت جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے حضور کی ثابت ہے۔ آپ کی سبائی کی دلیل ہے۔ حضور کی ذرات عالی صفات پر منافقین نے جو جھوٹے الزامات عائد کر کے عام طبقہ میں پھیلانے شروع کر دیے تھے۔ ان کا اندازہ آج کل کے اخبارات سے ہوتا ہے۔ جو ان منافقین کی ترجمانی کر رہے ہیں۔

غلام رسول کے آفاق والے انٹرویو میں پہلا اعتراض جو کیا گیا۔ وہ یہ ہے کہ "امیر جماعت احمدیہ عزرا خلیفہ کے قابل نہیں لیکن امیر سے ساقی اس کے قابل ہیں۔" خلیفہ کو معزولی کیا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے قابل نہیں لیکن ابن سبأ اور اس ساقی اس کے قابل تھے۔ خلیفہ معزولی کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو خلافت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہی تھی۔ کہ "ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تمہیں پہنچائے گا۔ لوگ وہ تمہیں آزارنا پہنچائیں مگر تم مت آزارنا۔" اور آپ اس وقت جبکہ آپ سے منافقین نے خلافت کی معزولی کا سوال پیش کیا۔ یہ جواب دینے میں توفیق حق بجانب تھی۔ کہ "میں وہ تمہیں ہرگز نہیں آزار سکتا۔ جو خدا نے مجھے پہنچایا ہے۔" حضرت خلیفہ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بضرہ العزیز کو بھی خلعت خلافت اور خطاب مصلح محمود اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دیا گیا۔ اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی طرح اپنی معزولی کے مطالبہ پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔

"میں خدا تعالیٰ ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے ہی کبھی یہ خواہش نہیں کی۔ کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے۔ یہ امر ایسا فضل ہے۔..... لیکن جو کچھ بھی ہوا۔ نے مجھے پسند کر لیا۔ اور اب کوئی انسان اسے کہتا ہے کہ وہ تو فتنے سے کاپٹن ہے اور خلافت دستانبردار کی کوشش۔ ایسا ان کے خلعت رہے ہیں۔ تو اس کے متعلق لاکا کیا جنوی ہو

کبھی انکار کبھی تسلیم

خلافت حضرت سیدنا محمد علیہ السلام کے متعلق غیر مبایعین کی تضاد بیانیہ

(ادب و تہذیب اور مہذبہ معاشرہ کی موافقتاً)

غیر مبایعین حضرت سیدنا محمد علیہ السلام کے بعد آپ کی جماعت میں "خلافت" کے قائل ہیں یا ممکنہ؟ یہ ایسا امر ہے کہ جس کا فیصلہ اب خود غیر مبایعین کے لئے بھی کرنا دشوار اور سخت مشکل ہے۔ کیونکہ اصولی رنگہ میں ان کا یہ اعتقاد ہے کہ:

(۱) "کیا ساری الوہیت" میں نہیں ایک حرکت بھی ایسا ہے جس سے اپنے بعد سلسلہ خلافت کے قیام کا طرف اشارہ پایا جاتا ہو؟ قدرت تعالیٰ کے الفاظ میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(پیغام صلح ۵ ستمبر ۱۹۴۲ء)

(ب) ڈاکٹر شاد احمد صاحب مہین کی نسبت ان کے دواغ مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ "وہ ہمارے جماعت کا ایک استون تھے۔"

(پیغام صلح ۲۸ مارچ ۱۹۴۲ء)

۱۹۳۵ء میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"جب حضرت سیدنا محمد علیؑ نے کوئی نیا دین نہیں لائے تھے تو آپ کی خلافت کیسے؟ اسے آپ کو کوئی آیت استخلاف بھی اہام نہیں ہوئی اور نہ آپ نے وصیت میں اپنی خلافت کا ذکر کیا۔ پس ہم اس بدعت کے گہر میں رنگ بونے لگے؟"

(مرآة الاخلاق ص ۱)

(ج) غیر مبایعین کا ایک اخبار جواب مند پر لکھا ہے:

"ہم رنگ تو سر سے حضرت سیدنا محمد علیؑ کے خلاف اسلام کی خلافت کے قائل نہیں۔"

(یکساں ۵ مارچ ۱۹۴۰ء)

مگر دو صریح طرف

غیر مبایعین اپنے قول و فعل سے یہ بھی کہتے ہیں کہ سلسلہ خلافت جاری ہے۔ مثلاً: دوا حضرت سیدنا محمد علیؑ کے وفات پر اکابر غیر مبایعین کے دستخطوں سے اعلان ہوا اور ۲۹ مئی ۱۹۰۹ء کو انہوں نے بیعت کی ہے۔ "خلافت" کے قیام پر اپنے اعتقاد رکھ کر دیا کہ:

"مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام...."

کے دھابا مند رجح الوہیت کے مطابق جن مشورہ محمد بن صدر ابن احدیہ تادیان... کل قوم سے..... خواب حکیم نوال الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جائزین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ محمد بن میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے مولانا حضرت مولوی سید محمد حسن صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر مرزا یقیوت بیگ صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب..... دھابا ڈاکٹر صاحب کمال الدین۔"

(اخبار ۲۷ جون ۱۹۰۹ء)

(۲) خود ڈاکٹر شاد احمد صاحب نے جمعہ میں "خلافت" کو بدعت" کہنے لگ گئے تھے۔ ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء کو ہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہونے کے لئے جو "وصیت" صدر ابن احمدیہ قادیان کے سپرد اپنے قلم سے لکھ کر کی۔ اس میں آئندہ کے لئے "خلیفہ" ہونا تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"اگر میرے رستے کے بعد میری اولاد کو روزانہ نابالغہ جائیں تو ان کی تعلیم و تربیت و تزویج وغیرہ کا اہتمام مولانا گارڈین خلیفہ وقت سلسلہ عالیہ جہاد کا سرپرستی میں کیا جائے۔ (مترجم ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء)

العبد: شاد احمد علیؑ عنہم علیہم السلام استغفر لہم من بعبیرہ"

(۳) اب حال ہی میں "الفعل" کے مکتبہ میں آکر اخبار پیغام صلح کو پیر یہ لکھا بڑا کہ:

"ہم یقیناً حضرت مولانا نور الدین ہمدانیؑ کو خلیفہ "المسیح" ماننے اور انہیں خدا کا مقرر کردہ خلیفہ یقین کرتے ہیں..... جب تک حضرت مولانا زندہ رہے تمام قوم اور ان کے تمام ممبران انہیں خلیفہ "المسیح" ماننے رہے۔"

(پیغام صلح ۵ ستمبر ۱۹۴۲ء)

گویا اکابر غیر مبایعین حضرت سیدنا محمد علیہ السلام کے بعد سرے سے خلافت کے قائل نہیں۔ اور اس امر کو بدعت" یقین کرتے ہیں کیونکہ سالہ الوہیت میں بقول ان کے

خلافت کا کوئی ذکر نہیں، مگر اس کے باوجود وہ حضرت سیدنا محمد علیہ السلام کے دھابا مند رجح الوہیت کے مطابق حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو "خلیفہ" اور خلیفہ "المسیح" اور خدا کا مقرر کردہ خلیفہ یقین کرتے ہیں۔ اور "سرے سے خلافت کے قائل بھی نہیں" کیونکہ یہ بدعت" ہے۔

ناظرین! ان دونوں قسم کی تحریرات کو پڑھ کر آپ کیا سمجھے؟

ایک اور زبردست نصیحت

اکابر غیر مبایعین جن "محمود ابدہ اللہ الودود" کو "آج" بڑی بدعت" سمجھتے تھے وہ ہیں۔ اور ان کے لاکھوں ماننے والوں کے حق میں کہتے ہیں کہ "ان کا نام محمودی ہے احمدی نہیں" اور جس کو وہ "محمد رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا بابر ترین دشمن" سمجھتے تھے وہ بھی انہیں فرماتے۔ ان کی عظمت شان اور ان کی "خلافت" پر ہم غیر مبایعین کے ہم سابق امیر خباب مولوی محمد علی صاحب کی پختہ شہادت پیش کرتے ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب اس امر پر صراحت تھے۔ اور ایک ارادہ رکھتے تھے؟ یہ شہادت اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ غیر مبایعین محض بعض توہم سے سیدنا حضرت محمود ابدہ اللہ تعالیٰ کی "خلافت" کے مخالف ہو گئے ہیں۔ اور نہ پیدہ ان کی ہمدستان اور علمت کے ان اقرار نہیں تھے بلکہ آپ کی خلافت کو قبول کرنے کے لئے بھی تیار تھے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سالہ ۱۹۱۱ء تک بھی خباب مولوی محمد علی صاحب مرحوم اس بات کے قائل تھے کہ حضرت مولوی نور الدین خلیفہ "المسیح" اولیٰ کے بعد بھی "خلافت" ضروری ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ سیدنا حضرت مولانا نور الدین محمد ابدہ اللہ تعالیٰ اس علم "منصب" خلافت" کے ہر طرح نائق و مستحق ہیں۔ خباب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی وہ نقلی شہادت اور اعتراف دہ ہے۔

"۱۹۱۱ء یا جنوری ۱۹۱۱ء" ذکر ہے۔ جب حضرت مولانا مرحوم کا حالت بدعت نازک ہو گئی تھی۔ تو ہم نے میاں صاحب سے خود صفا

کہہ دیا تھا کہ ہم میں سے کسی کو کوئی خواہش نہیں کہ خلیفہ یا امیر بنے ہم آپ کی خلافت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

(رسالہ تکفیر اہل قبلہ مصنفہ خباب مولوی محمد علی صاحب مرحوم)

پھر غیر مبایعین کے سفیدہ طبع اور نیک فطرت اصحاب کے سامنے یہ عبارت پیش کر کے عرض کرنا بڑی کردہ خرد کریم کہ اگر عرض اس عبادت سے (۱) سیدنا محمود کی عظمت ثابت ہوتی ہے (۲) اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بعد بھی خلافت کا ہونا ضروری ثابت ہوتا ہے۔ (۳) نیز جس محمود کو ان کے اخراجات پائی پی کر گنا ضروری خیال کرتے ہیں وہ محمود در ان کے رکارڈ کے نزدیک ہی اتنا پاکیزہ اظہار ہے کہ وہ ان کی "خلافت" کو قبول کرنے کے لئے تیار تھے اور طرہ یہ کہ مارچ ۱۹۱۱ء کے اختلاف کے موقع پر بھی خباب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دیگر اکابر جماعت نے سیدنا حضرت مرزا محمود احمد ابدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ دبا لیا تھا کہ خلیفہ اور لقب بطور احترام اور اقرار کر لکھا ہے لکھا ہے کہ:

"میرا سے ناظرین! آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضرت صاحب کو اپنا بڑا برگ اور امیر اور علیہ ما دای علیہ تھے ہیں۔ اور ان کی پاکیزگی روح اور بلند فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور وسادات جتنی کو ماننے ہیں۔ اور دل سے ان سے محبت کرنے ہیں۔ واللہ علی ما نقل شدہ"

(پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۱ء)

کاوش کہ ہمارے غیر مبایع اور ہم سے بچھڑے ہوئے صحابی ان حقائق پر غور فرما کر اپنے خیالات میں نظر ثانی فرمائیں۔ تاکہ "خلافت" کے دائرے سے دل بستہ ہو کر دونوں پادشاہ سب ارشاد خلیفہ اولیٰ "ایک ہو جائیں اور یکساں ہو جائیں۔"

سوچ لوئے سوچئے دلو! کہ اب یہی وقت ہے اور ہر حال چھوڑ دو رحمت کے ہوا ہوا

ذکوۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ

اکابرین پیغام صلح کی نظر میں

(از کرم عبد الباقی صاحب مروی، ناضل تنظیم جامعہ اہل بیت علیہم السلام)

مولوی محمد علی صاحب مرحوم بانی انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے "تشیذ لاذان" کے اقتصادی نوٹ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خراج تحسین پیش کیا۔

"اس وقت صاحبزادہ صاحب کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور انگلیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ لکڑہ کا لہجوں میں پڑھتے ہیں۔ تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا مگر دین کی یہ سہمندی اور اسلام کی حمایت کا یہ جو حق جو روپ ہے کہے تلفت انصاف (حضور ایدہ اللہ کے صفوں کے انصاف) سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خاتون عادت بات ہے۔۔۔۔ اور وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مغز ہی کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افتراء ہے تو یہ سچا شخص اس بچے کے دل میں کہاں سے آیا۔ جو حق تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیے تھا کہ وہ جو تازہ کہ اسباب پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی؟

دعا صلیوات ورحمۃ اللہ علیہم۔ شلاہجہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ اولاد مسلولہ کے موقع پر ایک تقریر کو سراہتے ہوئے مولوی محمد حسن صاحب اردو ہی مرحوم نے مندرجہ ذیل بیان دیا۔ ایک یہ بھی الہام تھا کہ ان دانشور کا بظلم مہظہب الحق والعدل جاسس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا جو سچ و سچ و سچ کے بارہ میں ہے کہ یقیناً روح و پروردگار سے ملنے والی اور صلح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحب جو جو ہیں بجز ذہنیت طبع کے اس عقور کسی کا عزمیں جو خطہ انہوں نے چند بات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے اور سنا سنا ہے اور میں خود معاند و دھارن بیان کے میں جو بے نظیر ہیں۔ ایک کوئی انہیں سوال کیجئے اور کہئے کہ یہ تو کل کے بچے ہیں اور ہم جاسس ہاں معاند میں پئے ہیں اور کہیں کوئی نہ پھرتے ہیں تو یاد رہے یہ زورانی خیالات ہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے حضرت سے ہی عرض میں ایسی چیز معجزی توتی کی ہے جیسے کہ الہام میں ہی اور میں نے انہاں

مولوی محمد حسن صاحب مرحوم اور خود پیغام صلح کے ان خیالات کے باوجود جو سراسر حقیقت پر مبنی اور تجربہ کے بعد بیان کئے گئے تھے نیز باہم نے کبھی بھی اس بات کا خیال نہ رکھا کہ وہ کبھی از کرم اپنے "پیغام زادہ" اور "سرشد زادہ" کے متن لکھتے ہوئے حفظ مرتب کا خیال کریں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ذات ستودہ صفات کو اس احتیاط سے اسٹ کے فضل سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ کیونکہ بقول شاعر

ان یسجدون فی غایب غیر لانہم قبلہ من انما من اهل الفضل قد سجدوا

خدا م فی دہم ما بی وما بہم و مات اکثرہم غیظاً یما یجدوا

احمدی بچوں کی دینی تربیت کیلئے سلسلہ کتب

(از کرم جوہری شیخ محمد صاحب سیدال ایم۔ اے۔)

دینی تعلیم اور دینی تربیت ہر احمدی بچے کیلئے ترقی پزیر ضروری ہے۔ جیسے جسمانی پرورش کے لئے کھانا پینا۔ مگر یہ تربیت بچوں کو اس دقت تک اچھی طرح نہیں دہی جاسکتی جب تک ایسا آسان طریقہ ان کے ہاتھوں میں نہ دیا جائے۔ ہے وہ بچہ والدین کی اطاعت اور بلا استاد کی مدد سے پڑھا سکیں۔ دینیات کا یہ سلسلہ خاص ایسی ضرورت کو مدنظر رکھ کر لکھی گیا ہے۔ جس میں ہندوئی دینیات اسلامی تاریخ اور احمدیوں کے اہم مسائل کو نثری زبان میں نہایت عمدگی اور خوب سے ساتھ ساتھ بیان کر دیا ہے اور کتاب کے پانچوں حصوں میں دین کے ابتدائی مسائل۔ انبیاء کے سابقین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلفائے راشدین۔ حضرت مسیح و عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے دونوں ظلیفوں کے مختصر سوانحی حالات بہت دلنشین پیراں ہی تحریر کئے گئے ہیں۔ ہر کتاب کے آخر میں خزانہ کچھ اطلاقی آیات اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ افغانی احادیث کا آسان ترجمہ بھی دیدیا گیا ہے۔ جو اصلاح اخلاق کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ان کتابوں میں جو جگہ جگہ دینی نظمیوں کی مثال کی گئی ہیں۔ جن سے تاہوں کی دلچسپی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ بلاشبہ یہ سلسلہ ہمارے احمدی بچوں اور ہمارے نوجوانوں کی دینی تربیت۔ اخلاقی اصلاح اور بچوں کی واقفیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس دینی سلسلہ کے لائق مصنف اور پبلشر دونوں تحسین و آفرین کے سستی ہیں جنہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا اور ایسا عمدہ دینیات کا سلسلہ ہمارے بچوں کے ہاتھ میں دیا۔ اللہ تعالیٰ ظہر دو صاحبان کو اس بیک کام کا بہتر سے بہتر بولہ دے اور احمدی بچوں کو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرمائے۔ اگر ممکن ہو تو یہ سلسلہ تمام احمدی مدارس میں مناسبات کے طور پر مقرر کر دیا جائے۔ اور اطفال و یتیم اور یتیم خانوں میں اس کو رائج کیا جائے۔ اور تمام احمدی والدین اپنے بچے کو اس کا ایک ایک کھل سیکھ سیکھ کر پڑھا میں جس میں اس کا فائدہ تمام اور مکمل ہو سکے۔

فریٹ۔ مندرجہ بالا کتاب احمدیہ پاکستان دہلی ضلع حیدرآباد کے پتے سے منگوائی جاسکتی ہے ان کی کئی کئی قیمت ایک روپیہ ہے۔

فتح محمد سیال نظام ناظر اعلیٰ ۱۹۱۴ء

انتخاب عہدہ داران جماعتنا کے احکام صلح سیالکوٹ

مگر ناظر اعلیٰ صاحب نے توجہ دلائی ہے کہ صلح سیالکوٹ کی جماعتوں نے ابھی تک اپنے عہدہ داروں کے انتخاب کر کے بجز منظر نظر ہی ان کے دفتر اور سیالکوٹ کے۔ لہذا ان جماعتوں کے ہیڈ ماسٹرز صاحبان کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جوابی کر کے اپنی اپنی جماعت کے منتخب عہدہ داران کو بہت جلد ہی نام ناظر اعلیٰ صاحب کو اپنے نام سے ارسال فرمائیں۔

تاسلم الدین امیر جماعت ہائے احمدیہ صلح سیالکوٹ

دارخواجه صاحب دہلی۔ جانکار کے دوست محترم ذکور احمد کے دلجو اور بڑی عظمت انشاء صاحب لاہور میں رہتے ہیں۔ ان کے پیش کیے لاہور منتقلی کے لئے ہیں۔ احباب جماعت صلح سیالکوٹ و قاعہ صلح سیالکوٹ کے متعلق جماعت ہائے احمدیہ صلح سیالکوٹ کے سکولوں میں۔

دارخواجه صاحب دہلی۔ جانکار کے دوست محترم ذکور احمد کے دلجو اور بڑی عظمت انشاء صاحب لاہور میں رہتے ہیں۔ ان کے پیش کیے لاہور منتقلی کے لئے ہیں۔ احباب جماعت صلح سیالکوٹ و قاعہ صلح سیالکوٹ کے متعلق جماعت ہائے احمدیہ صلح سیالکوٹ کے سکولوں میں۔